www.pildat.org

پاکستان اور بھارت کے درمیان تجارتی تعلقات

پلڈاٹ
پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ
اینڈ ٹرانسپیرنسی

www.pildat.org

پاکستان اور بھارت کے درمیان تجارتی تعلقات

پلڈاٹ
پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ
اینڈ ٹرانسپیرنسی

پلڈاٹ ایک ملکی، خودمختار، غیر جانبدار اور بلامنافع بنیادوں پر کام کرنے والا تحقیقی اور تربیتی ادارہ ہے جس کا مقصد پاکستان میں جمہوریت اور جمہوری اداروں کا استحکام ہے۔

پلڈاٹ، پاکستان کے ایکٹ برائے اندراجِ تنظیم 1860 کے تحت، ایک بلامنافع کام کرنے والے ادارے کے طور پر اندراج شدہ ہے۔

کاپی رائٹ پاکستان انسٹیٹیوٹ آف لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ اینڈ ٹرانسپرنسی ۔پلڈاٹ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

پاکستان میں طباعت کردہ

اشاعت: جنوری 2012

آئی ایس بی این : 978-969-558-242-8

اس اشاعت کا کوئی بھی حصہ، پلڈاٹ کے واضح حوالے کے ساتھ، استعمال کیا جا سکتا ہے۔

ناشر

پلڈاٹ
پاکستان انسٹیٹیوٹ آف لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ اینڈ ٹرانسپرنسی

ہیڈ آفس: نمبر 7، 9th ایونیو، F-8/1 اسلام آباد، پاکستان

لاہور آفس: 45-اے سیکٹر 20 سیکنڈ فلور فیز III کمرشل ایریا، ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی، لاہور

ٹیلیفون: 345-123-111 (51-92+) فیکس: 3078-226 (51-92+)

E-mail: info@pildt.org; Web: www.pildat.org

مندرجات

پیش لفظ
مصنف کے بارے میں 07
مخففات وتشبیہات 09
خلاصہ 11
ابتدائیہ 12
علاقائی معاشی صورتحال اور باہمی تجارت کے امکانات 13
سافٹا کے اثرات اور دوسرے تجارتی بلاکوں کے بہترین تجربات 15
تجارت کے لیے پسندیدہ ملک قرار دینے کے فوائد 16
اختتامیہ اور تجاویز 19

ریفرنس 20

جدول
جدول 1: پاکستان کے ساتھ بھارت کا تجارتی توازن 12
جدول 2: بھارت کی پاکستان کو دس اہم برآمدات 13
جدول 3: بھارت کی پاکستان سے دس اہم درآمدات 14

گراف
گراف 1: پاکستان اور بھارت کے درمیان تجارتی مطابقت انڈکس (TCI) 14

پیش لفظ

پاکستان اور بھارت کے درمیان تجارتی تعلقات کے عنوان سے یہ پیپر CUTS International کے سیکریٹری جنرل پردیپ ایس مہتا اوران کی ٹیم نے لکھا ہے۔ یہ پلڈاٹ کی جانب سے منعقدہ پاکستان بھارت پارلیمانی مذاکرات III میں بیک گراونڈ پیپر کے طور پر استعمال ہوگا۔اس پیپر میں دونوں ممالک کے درمیان تجارتی و معاشی تعلقات کی نوعیت، اقدامات اور مستقبل کے امکانات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

پاکستان اور بھارت ایک دوسرے کے ساتھ 1947 سے تجارت کررہے ہیں جس میں 1965-1974 کے نو سال بندش رہی۔ تاہم 1974 کے بعد دونوں ممالک میں جاری تجارت کے باوجود تجارتی حجم بہت کم ہے۔

پیپر کا اختتام اس امید پر کیا گیا کہ دونوں ممالک میں باہمی تعاون اور ایک دوسرے پر انحصار کا احساس بڑھ رہا ہے۔اس لیے صرف پاکستان بھارت کے تجارتی تعلقات کو معمول پر لانے پر توجہ نہیں دی جانی چاہیے بلکہ دونوں اطراف کے عوام کے فائدے اور پرامن تعلقات بڑھانے کے لیے ان میں اضافہ کیا جانا چاہیے۔

ایک آزاد پاکستانی تھنک ٹینک کی حیثیت سے پلڈاٹ کا ماننا ہے کہ سفارتی سطح پر مذاکرات کے تسلسل کے لیے دونوں ملکوں کے اراکین پارلیمنٹ کے درمیان زیادہ رابطوں کے لیے سہولت مہیا کی جانی چاہیے تاکہ وہ مسائل کے حل کے لیے بہتر سوجھ بوجھ کے ساتھ سفارتی اقدامات میں رہنمائی کرسکیں۔اسی مقصد کے لیے پلڈاٹ پارلیمانی مذاکرات کا اہتمام کیا ہے۔

اظہار لاتعلقی

اس پیپر میں پیش کی گئی آراء، نتائج اور تجاویز مصنف کی ہیں پلڈاٹ کا ان سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

اسلام آباد

جنوری 2012

مصنف کے بارے میں

پردیپ مہتا

پردیپ مہتا Unity & Trust Society، CUTS International کے سیکریٹری جنرل ہیں۔ وہ CUTS کے بانی سیکریٹری جنرل ہیں۔ پردیپ مہتا معاشیات اور قانون کے طالب علم ہیں۔ CUTS جے پور، بھارت میں 1983 میں قائم کی گئی اور اس کے دفاتر جنیوا، ہنوئی، لوساکا اور نیروبی میں بھی ہیں جہاں یہ ان ممالک کے اندر اور بیرونی دنیا میں معاشی ہمواری اور سماجی انصاف کے لیے جدوجہد کر رہی ہے۔ CUTS تجارت، ریگولیٹری اور انتظامی معاملات پر کام کر رہی ہے۔ پردیپ مہتا دیگر اہم اعزازات کے علاوہ ڈبلیو ٹی او کے ڈائریکٹر جنرل اور بھارت کی وزارت تجارت وصنعت کے مشیر رہے ہیں۔ انہوں نے پاک بھارت تجارتی تعلقات پر خصوصیت سے لکھا ہے جو کہ اس ویب لنک پر ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

http://www.cuts-citee.org/pdf/Building_Peace_through_Trade_Future_of_Indo_Pak_Relations.pdf.

مخففات وتشبہیات

کے یوٹی ایس	کنزیومر یونٹی اینڈ ٹرسٹ سوسائٹی
جی اے ٹی ٹی	جنرل ایگریمنٹ آن ٹیرف اینڈ ٹریڈ
ایم ایف این	پسندیدہ ترین ملک
پلڈاٹ	پاکستان انسٹیٹیوٹ آف لیجسلیٹو ڈیویلپمنٹ اینڈ ٹرانسپرنسی
سافٹا	جنوبی ایشیائی آزادانہ تجارت کا معاہدہ
ٹی سی آئی	ٹریڈ کمپلیمنٹری انڈکس
ڈبلیوٹی او	ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن

خلاصہ

پاکستان اور بھارت کے درمیان دوطرفہ تجارت باہمی مفاد کا باعث ہونی چاہیے جبکہ ان کے مابین تجارت کا حجم بہت کم ہے جن کی وجوہات میں خطے کی سیاسی صورتحال کے علاوہ غیر محصولاتی پابندیاں، کمزور انفراسٹکچر کے باعث مواصلات کے اضافی اخراجات، کسٹم طریقہ کار کے ناقص ہونے کی وجہ سے رکاوٹیں اور ویزا کے اجرء میں دشواریاں شامل ہیں۔

تاریخی جائزے سے پتا چلتا ہے کہ آزادی کے وقت پاکستان اور بھارت ایک دوسرے پر بہت انحصار کرتے تھے۔ درحقیقت 1948-1949 میں بھارت کا پاکستان کی عالمی برآمدات او ردرآمدات میں حصہ بالترتیب 23.6 فیصد اور 50.6 فیصد تھا جو 1975-1976 میں کم ہو کر بالترتیب 1.3 فیصد اور 0.06 فیصد ہوگیا1۔ پاکستان کا بھارت کی عالمی برآمدات اور درآمدات میں حصہ 1951-1952 میں بالترتیب 2.2 فیصد اور 1.1 فیصد تھا جو 2005-2006 میں گھٹ کر 0.7 فیصد اور 0.13 فیصد رہ گیا۔ 2001 میں پاکستان کے ساتھ تجارت میں بھارت کے حق میں فرق 94.7 ملین ڈالر تھا جو 2006 میں بڑھ کر 948.6 ملین ڈالر ہوگیا اور 2010 میں یہ فرق 1987.4 ملین ڈالر تک پہنچ چکا ہے۔ مزید یہ کہ پاکستان کی عالمی درآمدات میں بھارت کا حصہ 2008 میں 4 فیصد تھا جو 2010 میں 6 فیصد ہو چکا ہے3۔ دوسری طرف بھارت کی پاکستان سے درآمدات بہت ہی کم ہیں۔ یہ (بھارت کے حق میں تجارتی توازن) اکثر سیاسی نعرے کے طور پر استعمال ہوتا ہے جس سے سرحد کے اطراف تجارت میں مزید رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں۔

خطے میں سیاسی طور پر پاکستان اور بھارت چوٹی کے حریف ہیں۔ آزادی کے وقت سے باہمی تجارتی تعلقات سیاسی عوامل کے باعث بری طرح متاثر ہوئے۔ خطے کی ترقی اور امن وسلامتی میں بہتری کے مقصد کے تحت اب دونوں ممالک اپنی حقیقی صلاحیت کو بھانپتے ہوئے قریبی معاشی تعلقات کی طرف مائل ہیں۔ بھارت نے ڈبلیوٹی او معاہدے کے تحت 1996 میں پاکستان کو پسندیدہ ملک کا درجہ (MFN) دیا جس کا پاکستان کی جانب سے مناسب جواب نہیں دیا گیا۔ پاکستان ابھی بھی بھارت سے کچھ مخصوص اشیاء کی درآمد کی اجازت دینے کے لیے مثبت فہرست کا سہارا لیتا ہے۔ اس لیے پاکستانی کابینہ کی بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دینے (MFN) کی تجویز اور بھارتی وزیراعظم کی امید کہ دونوں ملک ترجیحی تجارت کے معاہدے کی سمت بڑھ رہے ہیں سے تجارتی تعلقات میں بہتری کے امکانات روشن ہوگئے ہیں۔

تجارتی مطابقت انڈکس (TCI) میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ کسی ایک ملک کے برآمداتی رجحان دوسرے ملک کے درآمداتی رجحان سے کس حد تک میل کھاتے ہیں اس کے جائزے سے پتا چلتا ہے کہ بھارت کی پاکستان کے ساتھ تجارتی مطابقت درمیانے درجے کی ہے لیکن اس کے برعکس پاکستان میں بھارت کے لیے بہت زیادہ مواقع موجود ہیں۔

اب تک سافٹا علاقائی تجارت بڑھانے کے لیے محض ایک علامتی قدم ثابت ہوا ہے جو اپنے مقاصد حاصل کرنے میں ناکام رہا ہے۔ خطے کی بین العلاقائی تجارت جنوبی ایشیائی ممالک کی کل تجارت کا 5 فیصد ہے۔ اب تک جنوبی ایشیا بطور تجارتی بلاک پاک بھارت تجارتی تعلقات بڑھانے میں کوئی قابل ذکر کردار ادا کرنے میں ناکام رہا۔

بھارت کو تجارت کے لیے پسندیدہ ملک کا درجہ دینے سے باہمی فائدہ ہوگا کیونکہ اس سے وسیع البنیا د روابط گہرے ہوں گے اور اخراجات میں کمی اور غیر رسمی تجارت جس میں غیر قانونی اور تیسرے ملک سے ہونے والی تجارت دونوں شامل ہیں اس کی وجہ سے ہونے والی محصولات کی کمی پر قابو پانے میں مدد ملے گی۔ پہلے سے صنعت سازی کے عمل سے گزرنے والے پاکستان کو معاشی ترقی کے لیے سستا سرمایہ حاصل ہوگا۔

GATT اور ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن (WTO) کے بانی ممبران کی حیثیت سے بھارت اور پاکستان بلاامتیاز سلوک کے اصولوں پسندیدہ ملک کا درجہ دینے (MFN) اور National Treaty پر عملدرآمد کے پابند ہیں اس میں ممبر ممالک کو دیگر تمام ممبران ملکوں کو ایک جیسی تجارتی مراعات دینی ہوتی ہیں۔ دونوں ممالک کو ٹریک 2 ڈپلومیسی کے لیے زیادہ سیاسی قوت فراہم کرنی چاہیے تاکہ مختلف سٹیک ہولڈر میں آزادانہ تجارت کے لیے بہتر سیاسی مفاہمت پیدا کی جاسکے۔

آج جبکہ دونوں طرف باہمی تعاون اور باہمی انحصار کی ضرورت کا احساس بڑھ رہا ہے۔ ایک باہمی تعاون کا مجموعہ جس میں دوسری چیزوں کے علاوہ بہتر مواصلات اور رابطے کے دیگر ذریعے، ادویات، ٹیکسٹائل، سیمنٹ، اشیائے خوردنی اور باہمی تجارت میں فروغ کی صلاحیت رکھنے والی دیگر مصنوعات کے معیار پر باہمی توثیق اور ہم آہنگی، رقوم کے تبادلے میں سہولیات فراہم کرنا، ویزا کے طریقہ کار میں آسانی اور موثر ثالثی کے لیے طریقہ کار وضع کیا جائے جس میں مختلف اسٹیک ہولڈرز کی نمائندگی کرنے صحیح اور ایماندار افراد کو شامل کیا جائے (بشمول اراکین پارلیمنٹ) تاکہ ایک بہتر سیاسی ماحول تشکیل دیا جاسکے اس سے نہ صرف باہمی تجارت کے فروغ بلکہ دونوں طرف کے خریداروں کی فلاح اور پرامن تعلقات کی بھی بحالی ہوسکے۔

ابتدائیہ

شملہ معاہدے کے بعد سے پاکستان اور بھارت کے درمیان سیاسی پیش رفت کی تاریخ باہمی عدم اعتماد کو بیان کرتی ہے۔ بہت سے مواقع پر دونوں ممالک کے درمیان سیاسی کشمکش کی وجہ سے تعلقات اگر مکمل طور پر منقطع نہیں ہوئے تو مخدوش ضرور ہو گئے ۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان مواقع پر بات چیت کی راہ ہموار کرنے کے لیے اقدامات نہیں کیے گئے لیکن یہ سیاسی اور سلامتی کے مسائل کی نظر ہو گئے۔

تاہم زیادہ اہم یہ ہے کہ پاکستان اور بھارت دو ایسے ملک ہیں جن کی مفاہمت ایشیاء کا سیاسی منظر نامہ تبدیل کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ مگر مفاہمت کا امکان اکثر دونوں کے لیے برابری کی فتح کے بنیادی سوال میں دب کر رہ جاتا ہے۔ باہمی تجارتی تعلقات کے فروغ سے ایسا ممکن ہے۔ اس لیے یہ مناسب ہوگا کہ دونوں ممالک کے درمیان تاریخی باہمی تجارت کا تجزیہ کیا جائے تاکہ مستقبل کے زیادہ گہرے روابط کے لیے ممکنہ روڈ میپ تشکیل دیا جا سکے۔

پاکستان اور بھارت کے درمیان تجارت کی تاریخ

اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ پاکستان اور بھارت پہلے ایک ملک تھے اور ہمسائے ہیں ان کی دوطرفہ تجارت باہمی فائدے کا باعث ہونی چاہیے۔ دونوں کے اہم تجارتی مراکز یعنی ممبئی اور کراچی کا سمندری راستے سے قریب ہونا اضافی فائدہ ہے۔ لیکن باہمی تجارت کا حجم کئی عوامل خاص طور پر خطے کی سیاسی صورتحال کی وجہ سے کم ہے ۔ اس کی وجہ محصولات کے علاوہ دیگر کئی رکاوٹیں ہیں جن میں غیر محصولاتی پابندیاں، کمزور انفراسٹکچر کے باعث مواصلات کے اضافی اخراجات، کسٹم طریقہ کار کے ناقص ہونے کی وجہ سے رکاوٹیں اور ویزا کے اجرء میں دشواریاں شامل ہیں۔ تاریخی جائزے سے پتا چلتا ہے کہ آزادی کے وقت پاکستان اور بھارت ایک دوسرے پر بہت انحصار کرتے تھے۔ درحقیقت 1948-1949 میں بھارت کا پاکستان کی عالمی برآمدات او ردرآمدات میں حصہ بالترتیب 23.6 فیصد اور 50.6 فیصد تھا جو 1975-1976 میں کم ہو کر بالترتیب 1.3 فیصد اور 0.06 فیصد ہو گیا[1]۔ پاکستان کا بھارت کی عالمی برآمدات اور درآمدات میں حصہ 1951-1952 میں بالترتیب 2.2 فیصد اور 1.1 فیصد تھا جو 2005-2006 میں گھٹ کر 0.7 فیصد اور 0.13 فیصد رہ گیا[2]۔

2001 میں پاکستان کو بھارت کی برآمدات 164.6 ملین ڈالر تھی جو 2010 میں بڑھ کر 2235.8 ملین ڈالر ہو گئیں۔ پاکستان سے درآمدات کا حجم 2001 میں 69.9 ملین ڈالر تھا جو کہ 2010 میں 248.4 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں۔ (جدول 1)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ دونوں ممالک اپنی حقیقی صلاحیت کے مطابق تجارت نہیں کر سکے اگرچہ تجارت کا توازن مسلسل بھارت کے حق میں ہی ہے۔ 2001 میں پاکستان کے ساتھ تجارت میں بھارت کے حق میں فرق 94.7 ملین ڈالر تھا جو 2006 میں بڑھ کر 948.6 ملین ڈالر ہو گیا اور 2010 میں یہ فرق 1987.4 ملین ڈالر تک پہنچ چکا ہے۔ مزید یہ کہ پاکستان کی عالمی درآمدات میں بھارت کا حصہ 2008 میں 4 فیصد تھا جو 2010 میں 6 فیصد ہو چکا ہے[3]۔ دوسری طرف بھارت کی پاکستان سے درآمدات بہت ہی کم ہیں۔ یہ (بھارت کے حق میں تجارتی توازن) اکثر سیاسی نعرے کے طور پر استعمال ہوتا ہے جس سے سرحد پار تجارت میں مزید رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں۔

اگرچہ اعداد و شمار سے بھارت کے حق میں واضح اضافہ ظاہر ہوتا ہے لیکن یہ تجارت ابھی بھی حقیقی صلاحیت سے بہت کم ہے جو مضبوط باہمی تعلقات کی صورت میں ہی بڑھ سکتی تھی۔ تجارت پر بڑھتے ہوئے اخراجات کے پیش نظر دونوں ممالک کے درمیان

جدول 1: پاکستان کے ساتھ بھارت کا تجارتی توازن

سال	2001	2002	2003	2004	2005	2006	2007	2008	2009	2010
برآمدات	164.6	187.7	183.6	522.1	593.1	1235.0	1584.3	1772.8	1455.8	2235.8
درآمدات	69.9	33.9	68.1	79.1	165.9	286.5	286.7	372.0	272.1	248.4
تجارتی توازن	94.7	153.	115.	442.	427.	948.6	1297.	1400.	1183.	1987.

ماخذ: تجارتی نقشہ، بین الاقوامی تجارتی سینٹر، جنیوا

1. Ghuman, R.S. Indo-Pakistan Trade Relations, New Delhi: Deep & Deep Publications, 1986, p.81; D.G.C.I. & S., Kolkata; and Federal Bureau of Statistics, Islamabad; as quoted in Ghuman, R. S. and D. K. Madaan (2006)
2. *Ibid.*
3. Trade Map, International Trade Centre, Geneva

غیر رسمی تجارت کا تخمینہ 3 ارب ڈالر لگایا گیا ہے۔ تجارت میں مزید سہولیات مہیا کر کے اس کو معیشت کے دائرے میں لایا جا سکتا ہے 4۔

مزید یہ کہ مصنوعات کے اعتبار سے اعداد و شمار کے جائزے سے پتا چلتا ہے کہ بھارت کی پاکستان کو تین بڑی برآمدات میں چینی، کپاس اور مصنوعی ریشہ شامل ہیں جو بالترتیب 613.33 ملین ڈالر، 320.04 ملین ڈالر اور 300.39 ملین ڈالر کی رہیں (جدول 2)۔ اسی سال بھارت کی پاکستان سے تین بڑی درآمدات میں پھل، خشک پھل، میوہ جات، پھلوں کے چھلکے، خربوزے، معدنیاتی ایندھن، تیل، عرق وغیرہ اور نامیاتی کیمیکل شامل ہیں جو بالترتیب 49.31 ملین ڈالر، 37.25 ملین ڈالر اور 29.93 ملین ڈالر رہیں (جدول 3)۔

علاقائی معاشی صورتحال اور باہمی تجارت کے امکانات

خطے میں سیاسی طور پر پاکستان اور بھارت چوٹی کے حریف ہیں۔ آزادی کے وقت سے باہمی تجارتی تعلقات سیاسی عوامل کے باعث بری طرح متاثر ہوئے۔ خطے کی

ترقی اور امن و سلامتی میں بہتری کے مقصد کے تحت اب دونوں ممالک اپنی حقیقی صلاحیت کو بھانپتے ہوئے قریبی معاشی تعلقات کی طرف مائل ہیں۔ بھارت نے ڈبلیو ٹی او معاہدے کے تحت 1996 میں پاکستان کو پسندیدہ ملک کا درجہ (MFN) دیا جس کا پاکستان کی جانب سے مناسب جواب نہیں دیا گیا۔ پاکستان ابھی بھی بھارت سے کچھ مخصوص اشیاء کی درآمد کی اجازت دینے کے لیے مثبت فہرست کا سہارا لیتا ہے۔

دونوں ممالک کے درمیان تجارت کے کم حجم کو مدنظر رکھتے ہوئے جنوبی ایشیاء میں علاقائی تعاون بڑھانے کے لیے لازم ہے کہ پاکستان اور بھارت باہمی تجارت کے فروغ پر توجہ دیں۔ اسٹیک ہولڈرز کی جانب تجارتی تعلقات کو بہتر بنانے کی کوششوں کی حمایت دونوں ممالک کو مصالحت کی جانب دھکیل رہی ہے۔

بھارتی سیکریٹری تجارت راہول کھلار کا اپریل 2011 میں اسلام آباد کے دورے اور اس کے جواب میں ان کے پاکستانی ہم منصب ظفر محمود اور پھر وزیر تجارت امین فہیم کے نئی دہلی کے دورے سے باہمی تجارتی تعلقات کی مضبوطی کی امید پیدا ہوگئی ہے۔ تجارت کے ذریعے امن قائم کرنے کی یہ امید صرف پالیسی سازوں میں ہی نہیں دونوں طرف کی تاجر برادری اور عمومی طور پر شہریوں میں بھی ہے۔ اگرچہ مخالفانہ آوازیں بھی اٹھ رہی ہیں جن کی توقع کی جا سکتی ہے۔

جدول 2: بھارت کی پاکستان کو دس اہم برآمدات (ملین امریکی ڈالر میں)

شعبے	2001	2002	2003	2004	2005	2006	2007	2008	2009	2010
چینی	61.91	4.74	6.37	0.53	1.14	372.80	81.68	12.47	1.11	613.33
کپاس	0.66	1.07	5.21	52.61	44.96	107.25	319.66	313.69	135.67	320.04
مصنوعی ریشہ	0.01	1.87	0.21	0.00	0.03	0.64	17.78	111.42	414.34	300.39
کیمیکلز	28.54	41.97	56.50	191.57	198.81	270.96	387.70	467.36	295.51	252.13
چارہ، بھوسہ، بچی ہوئی خوراک	7.90	2.07	19.32	42.39	47.77	66.75	89.08	102.94	82.64	75.52
سبزی، آلو پیاز	2.09	1.19	0.78	2.20	28.30	34.64	53.13	68.82	95.47	74.52
چائے، کافی، مصالحہ جات	7.00	7.26	8.88	11.21	13.06	22.94	17.84	63.49	33.04	67.58
ربڑ اور اس کی مصنوعات	7.18	14.42	14.95	27.69	40.11	37.99	49.08	49.93	34.14	46.76
پھل، بیج، تیل کے بیج، غلہ	2.39	3.01	2.97	15.15	11.47	15.10	20.33	18.39	30.65	45.42
متفرق کیمیکل مصنوعات	0.39	0.62	1.73	2.41	5.50	3.06	19.45	34.58	23.22	42.85

ماخذ: تجارتی نقشہ، بین الاقوامی تجارتی سینٹر، جنیوا

4. 'A Win-Win Trade for India and Pakistan' by Pradeep S Mehta and Abid Suleri, Financial Express, New Delhi, 18 October 2011, http://www.financialexpress.com/news/a-winwin-trade-for-india-&-pakistan/861183/0

گراف 1: پاکستان اور بھارت کے درمیان تجارتی مطابقت انڈکس(TCI)

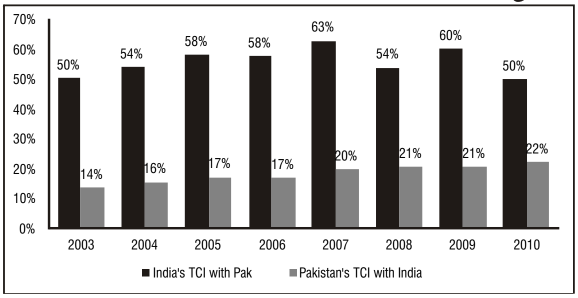

اس لیے پاکستانی کابینہ کی بھارت کو تجارت کے لیے پسندیدہ ملک قرار دینے (MFN) کی تجویز اور بھارتی وزیراعظم کی امید کہ دونوں ملک ترجیحی تجارت کے معاہدے کی سمت بڑھ رہے ہیں، سے تجارتی تعلقات میں بہتری کے امکانات روشن ہوگئے ہیں۔ تاہم دونوں طرف اس بات کا ادراک کرنا ہوگا کہ پسندیدہ ملک کا درجہ دینے سے تجارت کا حجم فوری طور پر بڑھنا ضروری نہیں جب تک کہ دیگر اقدامات نہیں کیے جائیں گے جیسے غیر محصولاتی پابندیوں میں کمی وغیرہ5۔

اپنے حالیہ بیان میں پاکستان کے سیکریٹری تجارت ظفر محمود نے اعلان کیا کہ بھارت کی پاکستان کے لیے مخصوص کوئی محصولات یا غیر محصولاتی پابندیاں نہیں لیکن تجارتی تعلقات کی بہتری کے لیے پاکستان نے بھارت کو چار معاہدے کرنے کا کہا ہے جن میں کسٹم تعاون معاہدہ customs cooperation agreement، باہمی توثیق کا معاہدہ mutual recognition agreement، رنجشوں کے خاتمے کا معاہدہ redressal of grievances agreement اور سافٹا کے تحت ترجیحی محصولات شامل ہیں6۔

دونوں ممالک کو اپنے تجارتی ضروریات کا اندازہ لگانا چاہیے اور واضح سمت میں آگے بڑھنا چاہیے۔ تجارتی مطابقت انڈکس (TCI) سے انداہ لگایا جاتا ہے کہ کسی ایک ملک کے برآمداتی رجحان دوسرے ملک کے درآمداتی رجحان سے کس حد تک میل کھاتے ہیں اس کے جائزے سے پتا چلتا ہے کہ بھارت کی پاکستان کے ساتھ تجارتی مطابقت درمیانے درجے کی ہے لیکن اس کے برعکس پاکستان میں بھارت کے لیے بہت زیادہ مواقع موجود ہیں (گراف 1)۔ 2003 میں بھارت کی پاکستان کے ساتھ TCI قریبا 50 فیصد تھی جبکہ پاکستان کی بھارت کے ساتھ TCI صرف 14 فیصد تھی۔ بھارت کی پاکستان کے ساتھ سب سے زیادہ تجارتی مطابقت انڈکس 2007 میں تھی جبکہ پاکستان کی 2010 میں رہی اس طرح بھارت

جدول 3: بھارت کی پاکستان سے دس اہم درآمدات (ملین امریکی ڈالر میں)

شعبے	2001	2002	2003	2004	2005	2006	2007	2008	2009	2010
پھل، خشک پھل، میوے، پھلوں کے چھلکے، خربوزے	27.34	12.40	10.20	22.06	24.80	71.69	59.12	34.93	44.82	49.31
معدنیاتی ایندھن، تیل، عرق	3.51	6.28	8.69	0.05	1.64	97.03	62.01	154.04	44.15	37.25
نامیاتی کیمیکل	0.21	0.19	0.02	1.17	7.24	34.83	10.15	7.02	38.95	29.93
نمک، سلفر، پتھر، پلاسٹر، سیمنٹ	1.22	0.25	0.56	1.05	0.57	0.93	8.96	74.17	37.38	28.39
کپاس	2.35	1.82	3.32	9.26	28.03	43.50	48.06	46.66	34.94	19.12
سیسہ اور اس کی مصنوعات	0.00	0.00	0.00	0.00	1.51	4.69	25.39	4.09	7.87	12.96
خام چمڑہ، لیدر	0.44	0.19	0.49	1.20	1.58	2.61	11.52	13.04	7.93	10.71
پلاسٹک اور اس کی مصنوعات	0.33	0.45	0.60	0.70	1.79	2.07	2.59	3.99	4.90	9.61
غیر نامیاتی کیمیکل، قیمتی دھاتیں	0.25	0.00	0.11	0.10	0.07	0.05	0.07	0.63	6.27	8.97
اون، جانوروں کی فر، سوت اور اس کی مصنوعات	0.39	0.77	2.14	1.12	1.94	3.38	4.76	4.47	2.47	6.82

ماخذ: تجارتی نقشہ، بین الاقوامی تجارتی سینٹر، جنیوا

5. Pradeep S Mehta in "Pakistan cannot give subsidies from financial aid received from other countries: Indian Financial Expert" (translated version of title as appeared in Urdu daily), Nai Baat, Lahore, December 6, 2011
6. "Indian Non-Tariff Barriers: Pakistan demands India to sign four agreements to address NTBs" by *Sajid Chaudhry*, Daily Times, 23 December 2011, http://www.dailytimes.com.pk/default.asp?page=2011%5C12%5C23%5Cstory_23-12-2011_pg5_9

کے ساتھ پاکستان کی تجارتی مطابقت بڑھی جو پاکستان کے لیے مثبت پیش رفت ہے۔

دونوں ملکوں کے درمیان تجارتی تعلقات کے فروغ کے لیے موجود عوامل کو مدنظر رکھتے ہوئے پاک بھارت تعلقات کا جائزہ لینے کے بعد مجموعی طور پر دو نظریات سامنے آتے ہیں۔ ایک سیاسی تناؤ کے باوجود باہمی تجارتی تعلقات کا فروغ پر زور دیتا ہے۔ اس کی مثال چین تائیوان، چین بھارت، چین امریکا اور امریکا روس کے درمیان تجارت دی جاتی ہے جس میں دو ملکوں کے درمیان سیاسی اور معاشی تعلقات کو الگ رکھا گیا ہے۔

دوسری سوچ پاکستان کی بھارت سے تجارت میں بڑھتا ہوا تجارتی خسارہ ہے اور یہ دلیل دی جاتی ہے کہ بھارت سے زیادہ درآمدات سے پاکستان صنعت کاروں کو مزید نقصان ہوگا۔

اس لیے تجارتی تعلقات میں آہستہ آہستہ بہتری لانے کے لیے محتاط طرز عمل اپنانا ہوگا۔ اگر معاشی تعاون صحیح راستہ ہے تو امکان یہی ہے کہ متعلقہ سٹیک ہولڈرز خصوصا خریدار دونوں حکومتوں کو مجبور کریں گے کہ وہ امن کا فائدہ اٹھاتے ہوئے تجارتی تعلقات میں اضافہ کریں۔

اس تناظر میں یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ بھارت کے CUTS انٹرنیشنل، پاکستان کے ادارے SDPI اور بنگلہ دیش، سری لنکا اور نیپال کے دیگر ادارے ایشیاء فاونڈیشن کے تعاون سے جنوبی ایشیا کے خریداروں پر معاشی عدم تعاون سے بڑھتے ہوئے اخراجات کے عنوان سے تحقیق کر رہے ہیں۔ جس میں جنوبی ایشیا کے پانچ بڑے ممالک پر سافٹا کے تحت آزاد محصولات سے خریداروں کے اخراجات کا جائزہ لیا گیا جس میں معلوم ہوا کہ ترقی کا سب سے زیادہ امکان پاکستان اور بھارت کے درمیان تجارت میں ہے۔ اس تحقیق میں اندازہ لگایا گیا کہ پاکستان سے بعض مصنوعات کی درآمد (دنیا کے دوسرے ممالک کے مقابلے میں) سے بھارتی خریداروں کو 4 ارب ڈالر کا فائدہ ہوگا اسی طرح بعض مصنوعات بھارت سے درآمد کرنے پر پاکستانی خریداروں کو 280 ملین ڈالر کا فائدہ ہوگا۔ پاکستانی خریداروں کو سالانہ فی کس 16 ڈالر اور بھارتی خریداروں کو سالانہ فی کس 3 ڈالر کا فائدہ حاصل ہوگا7۔

سافٹا کے اثرات اور دوسرے تجارتی بلاکوں کے بہترین تجربات

اب تک سافٹا علاقائی تجارت بڑھانے کے لیے محض ایک پرجوش اقدام ثابت ہوا ہے جو اپنے مقاصد حاصل کرنے میں ناکام رہا ہے۔ خطے میں بین العلاقائی تجارت جنوبی ایشیائی ممالک کی کل تجارت کا 5 فیصد ہے۔

سافٹا کا بنیادی مقصد معاہدے کے آزادانہ محصولات پروگرام کے تحت مصنوعات کا تعداد بڑھا کر زیادہ مقدار میں ترجیحی محصولات حاصل کرنا ہے8۔ یہ اس عام تاثر کی وجہ سے ہے کہ جنوبی ایشیائی ترجیحی تجارت معاہدہ (سافٹا سے قبل) باہمی تجارت بڑھانے کا اپنا مطلوبہ مقصد حاصل کرنے میں ناکام رہا اس کے نتیجے میں کم مصنوعات کو تحفظ ملا اور ممبر ممالک کے درمیان محصولات میں بہت محدود رعایتیں دی گئیں۔

یہ بات قابل غور ہے کہ اگرچہ سافٹا میں کیے گئے اتفاق رائے کے مطابق جنوبی ایشیائی ممالک کو حساس فہرستوں میں کمی کرنی تھی (جن میں ایسی اشیاء شامل ہوتی ہیں جن پر محصول کم نہیں کیا جاتا) لیکن یہ فہرستیں ابھی بھی بہت طویل ہیں اور ان میں بہت سی ایسی اشیاء شامل ہیں جن میں بین العلاقائی تجارت میں اضافے کا مقصد حاصل کیا جا سکتا ہے۔

2006 میں سافٹا کے تحت جب ترجیحی محصولات میں کمی کو نافذ کیا جا رہا تھا تمام پانچ بڑے ممالک (بنگلہ دیش، بھارت، نیپال، پاکستان اور سری لنکا) نے اپنی کل مصنوعات کے 15 سے 25 فیصد کو متعلقہ حساس فہرستوں میں شامل کر لیا۔ اس وقت سے اب تک ان میں بہت ہی معمولی کمی کی گئی۔ اگرچہ بھارت نے کم ترقی یافتہ ممالک کے لیے حساس فہرست میں شامل مصنوعات کی تعداد کو 744 سے کم کر کے 484 کر دیا لیکن دیگر ممالک کے لیے 860 کی تعداد برقرار رکھی۔ بنگلہ دیش، نیپال، پاکستان اور سری لنکا کی حساس فہرستوں میں مصنوعات کی تعداد ایک ہزار سے اوپر ہے اور اب تک اس میں کمی کے عزم کو پورا نہیں کیا گیا۔

درآمدات کو آزاد کرنے میں عدم دلچسپی جنوبی ایشیا کی تجارت بالخصوص پاک بھارت تجارت میں اضافے میں رکاوٹ ہے۔ پاکستان نے واضح طور پر بیان کیا کہ وہ سافٹا کی پابندیوں پر بھارت کے ساتھ باہمی تجارت کی اپنی پالیسی کے تناظر میں ہی

7. See 'A win-win trade for India & Pakistan', by Pradeep S. Mehta and Abid Suleri in Financial Express, October 18, 2011

8. SAFTA tariff liberalisation programme stipulates reduction of tariff rates to upper limits of 20 and 30 percent for developing and least developed countries respectively within 2 years from the date of enforcement of the Agreement (that is 01.01.2006). It also requires annual reduction of 10 percent for developing countries and 5 percent for least developed countries during this period for products with tariff rates less than the prescribed upper limits on the date of enforcement

عملدرآمد کرے گا۔اس لیے پاکستان کی بھارت کے ساتھ تجارت مثبت فہرست کے تحت ہی ہورہی ہے جس میں یکم جنوری 2006 کو بھارت سے صرف 773 اشیاء کی درآمد کی اجازت دی۔ سافٹا کی پابندیاں صرف انہی اشیاء پر نافذ ہوتی ہیں۔ باہمی تجارتی تعلقات کو سیاسی مسائل سے منسلک کرنے کی وجہ سے تاحال معاہدے کی شقوں پر عملدرآمد نہیں ہوا9۔

سابقہ تخمینوں سے پتا چلتا ہے کہ پاکستان کئی اشیاء جو دوسرے ممالک سے زیادہ نرخوں پر درآمد کررہا ہے اگر بھارت سے درآمد کرے تو اپنے درآمدی بل میں 400 ملین ڈالر سے 900 ملین ڈالر کی کمی لا سکتا ہے10۔اس تحقیق میں جن ممکنہ اشیاء کی نشاندہی کی گئی ان میں چائے، مصالحہ جات، آٹو پارٹس، ہلکے انجینئرنگ کے آلات، ٹائر اور مواصلات سے متعلقہ سامان، آئی ٹی اور ادویات شامل ہیں۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ CUTS نے اپنی تحقیق (2011) میں زیادہ پابندیوں والی صورتحال کو مدنظر رکھا اور دکھایا کہ سافٹا کے تحت ترجیحی محصولات پر مکمل عملدرآمد سے دیگر ممالک کی نسبت پاکستان بھارت دوطرفہ تجارت میں سب سے زیادہ اضافے کا امکان ہے11۔اس تحقیق کے لیے استعمال کیے جانے والے طریقہ کار میں صرف وہی مصنوعات منتخب کی گئیں جو پہلے ہی سافٹا کے ممبر ممالک کی درآمدی فہرست میں کافی اوپر ہیں تاکہ مقامی صنعتوں کو کم سے کم نقصان پہنچایا جاسکے جو کہ درآمدی ملک کا سب سے بڑا خدشہ ہوتا ہے۔نتائج سے پتا چلتا ہے کہ دونوں ممالک کی متعلقہ حساس فہرستوں میں شامل 70 فیصد مصنوعات پر بیرونی دنیا سے زیادہ نرخوں سے تجارت کے بجائے اگر ایک دوسرے سے ترجیحی نرخوں پر تجارت کریں تو اس سے 60 فیصد درآمدی اخراجات بچاسکتے ہیں۔اگر پلاسٹک سے بنی مصنوعات بھارت کے لیے اہم درآمد ہوگی تو پاکستان ادویات اور الیکٹرانکس کے سامان کی درآمد سے فائدہ اٹھاسکتا ہے۔

اب تک جنوبی ایشیاء نے بطور علاقائی بلاک پاکستان بھارت تجارت میں بہتری کے لیے کوئی قابل ذکر کردار ادانہیں کرکیا۔دوسری طرف دنیا کے دیگر علاقائی بلاکوں پر سرسری نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ جن ممالک کے درمیان طویل المیعاد جغرافیائی سیاست کے مسائل اور معاشی درجے میں فرق رہا ہے ان میں تجارتی معاہدوں کی کامیابی غیر معاشی امور سے ہٹ کر بامقصد مذاکرات سے ہی ممکن ہوسکی ہے۔برازیل اور ارجنٹینا کے درمیان باہمی تعلقات کی تشکیل نو اور بہتری میں Mercosur کے کردار اور اسی طرح شمالی امریکن آزادانہ تجارت معاہدے کے امریکا اور میکسکو کو مختلف طرح کے فوائد اس کی اچھی مثال ہیں۔

اسی لیے پاکستان اور بھارت کی فوری ترجیح تجارت کو غیر معاشی امور سے الگ کرنا ہونا چاہیے اور باہمی تجارت اپنے معاشی فائدے اور جنوبی ایشیاء کے مجموعی فائدے کے لیے کریں۔

تجارت کے لیے پسندیدہ ملک قرار دینے کے فوائد

GATT اور ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کے بانی ممبران کی حیثیت سے بھارت اور پاکستان بلا امتیاز سلوک اور تجارت کے لیے پسندیدہ ملک کا درجہ دینے اور National Treaty پر عملدرآمد کے پابند ہیں اس میں ممبر ممالک کو دیگر تمام ممبران ملکوں کو ایک جیسی تجارتی مراعات دینی ہوتی ہیں۔آزادی کے فوری بعد تعلقات میں دشواریوں کے باعث دونوں ممالک نے ان قوانین سے استثنٰی لے لیا۔اگرچہ پاکستان اور بھارت نے 1957 میں ایک باہمی معاہدے کے تحت ایک دوسرے کو پسندیدہ ملک قرار دینے پر اصولی اتفاق کیا لیکن یہ مختصر عرصے کے لیے قائم رہا۔1947 میں قائم ہونے والے GATT کی 1995 میں ڈبلیو ٹی او میں تبدیلی کے بعد بھارت نے یکم جنوری 1996 کو پاکستان کو پسندیدہ ملک کا درجہ (MFN) دے دیا جس کا تاحال جواب نہیں دیا گیا تاہم پاکستان نے 2012 میں بھارت کو تجارت کے لیے پسندیدہ ملک کا درجہ دینے پر آمادگی ظاہر کی ہے۔

اس معاملے کو صحیح تناظر میں دیکھنے کے لیے اس سے منسلک بعض غلط فہمیوں کو دور کرنا ہوگا۔جیسا کہ (Kemal 2005) نے بیان کیا کہ بھارت کو تجارت کے لیے پسندیدہ ملک کا درجہ دینے کی اکثر غلط خدشات کے بنا پر مخالفت کی جاتی ہے جیسا کہ ایم ایف این دینا بھارت کو کوئی خصوصی درجہ دینے کے مساوی ہے جس کے نتیجے میں اس سے درآمدات پر ڈیوٹی یا تو صفر ہوجائے گی یا دیگر ممالک سے درآمدات کی نسبت کم ہوجائے گی۔درحقیقت پسندیدہ ملک کے درجے کا صرف مقصد پاکستان اور بھارت کے صنعت کاروں کو ایک دوسرے کی مارکیٹ میں مسابقتی مواقع فراہم کرنا ہے جو دیگر تجارتی پارٹنرز کے برابر ہوگا۔عام طور پر ایم ایف این کا مطلب سب سے پسندیدہ ملک ہوتا ہے جو دونوں ملکوں میں بہت سوں کو عجیب سا لگتا ہے۔ڈبلیو ٹی او کی زبان میں ایم ایف این کا مطلب یہ ہے کہ ڈبلیو ٹی او کے کسی ممبر کی جانب سے کسی

9. Baysan, T., A. Panagariya, and N. Pitigala (2006). “Preferential Trading in South Asia”, Policy Research Working Paper No. 3813, World Bank, Washington, DC
10. Based on 2003-2004 data, Qamar (2005) shows that after excluding the items that are on the positive list for India, 45 per cent of the items could be imported by Pakistan at esser cost from India than the current cost of import from the rest of the world.
11. CUTS research report titled 'Cost of Economic Non-Cooperation to Consumers in South Asia' is forthcoming in February 2012.

دوسرے ممبر کے ساتھ کوئی تفریق نہیں ہوگی اور ایک ملک دوسرے ملک کے ساتھ ایک جیسا سلوک کرے گا۔

مزید یہ کہ تجارت کے لیے پسندیدہ ملک کے درجہ پر عملدرآمد سے ایک ملک کی دوسرے ملک سے درآمدات میں نرخ کا تین طریقے سے تعین ہوسکتا ہے۔

i۔ کسی اور ملک سے درآمد کی جانے والی اشیاء کو بھارتی درآمدات سے تبدیل کیا جائے گا کیونکہ دونوں ایک ہی درجے پر ہیں۔

ii۔ وہ اشیاء جو اسمگل ہورہی ہیں یا محصولات کی زیادہ شرح اور غیر محصولاتی پابندیوں کے باعث کسی تیسرے ملک کے ذریعے آرہی ہیں ان کو باقاعدہ تجارت کے تحت لایا جائے
کیونکہ تجارتی اخراجات کم ہوچکے ہوں گے۔

iii۔ بھارتی درآمدات مارکیٹ سے مقامی پیداوار کو مکمل یا جزوی طور پر تبدیل کردے گی کیونکہ یہ پسندیدہ ملک کا درجہ ملنے کی وجہ سے سستی اور ہم مقابل ہوگئیں۔

پہلی دو صورتحال مقامی پیداوار کو متاثر نہیں کریں گی۔ تیسری صورتحال دونوں ملکوں کے مینوفیکچرز کی متناسب کارکردگی پر منحصر ہوگی اور تجارت کھلنے سے سرحدوں کے دونوں طرف پیداواری افادیت کو برابری کی سطح پر پرکھنے اور درآمدی ملک کے خریداروں کے فائدے ملے گا۔

تیسری صورتحال پر کا جائزہ لیتے ہوئے یہ بات بالکل غیر حقیقی لگتی ہے کہ تجارت کے لیے پسندیدہ ملک قرار دینے کے بعد درآمدی نرخ پاکستان کے کسی بھی شعبے میں مقامی پیدوار کو خطرہ ہوں کیونکہ بھارت کی فراہمی کی استعداد مکمل مقامی طلب کو پورا نہیں کرسکتی۔ مزید یہ کہ ڈبلیو ٹی او کے قوانین کے مطابق مقامی پیداوار کو حقیقی خطرے کی صورت میں درآمدات روکنے کے لیے حفاظتی اقدامات کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ اس لیے بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دینے سے درآمدات کی بھرمار اور اس سے منفی اثرات کے خدشات زیادہ تر غلط ہیں۔

2010 میں پاک بھارت تجارت 2.6 ارب ڈالر تھی 12 جبکہ بعض تخمینیوں کے مطابق تجارت کی صلاحیت اس سے پانچ گنا زیادہ ہے۔ غیر قانونی اور تیسرے ملک کے ذریعے ہونے والی تجارت 10 ارب ڈالر کے قریب سمجھی جاتی ہے 13۔ ایم ایف این کے نرخ لاگو ہونے سے بہت سی غیر قانونی تجارت کو قانونی بنانے میں مدد دیں گے اور صلاحیت کے مطابق مزید تجارت بھی ممکن ہوسکے گی۔ ان میں زیادہ تر جن مصنوعات میں تجارت میں اضافہ ہوگا ان میں کیمیکل کی صنعت کے عناصر، مشینری اور الیکٹرک سامان، گاڑیوں کے پرزہ جات، دھاتیں اور ان سے بنی اشیاء، پلاسٹک اور ربڑ سے بنی مصنوعات، قیمتی اور کم قیمتی زیورات، عینکیں، فوٹوگرافی اور سرجری کے آلات وغیرہ شامل ہیں (Kemal-2004)۔ ان مصنوعات کا پاکستان میں مقامی پیداواری ڈھانچے کا جائزہ لینا کافی دلچسپ ہوگا۔

تاہم اس پیش رفت کا اہم نکتہ یہ ہے کہ پاک بھارت تجارتی حجم میں اضافہ محض ایک دفعہ نہیں۔ اگرچہ بھارت نے پاکستان سے درآمدات پر ایم ایف این نرخ لاگو کیے لیکن محصولات سے ہٹ کر واضح رکاوٹ غیر محصولاتی پابندیاں خاص طور پر مواصلاتی ڈھانچے میں خرابی اور طریقہ کار میں نقائص ہیں 14۔ سڑک اور ریل کے مواصلاتی نظام سرحدوں پر چیکنگ کے باعث وقت برباد کرنے والے ہیں تو بحری جہاز کی سہولیات دونوں ملکوں میں ناکافی ہیں۔

بچائے جاسکنے والے تجارتی اخراجات ایم ایف این نرخوں کے نافذ ہونے سے کم ہو جائیں گے اور تجارتی حجم کم از کم اس معیار پر پہنچ جائے گا جس سے غیر محصولاتی پابندیوں کو کم کرنے کے اقدامات لازمی ہوجائیں گے۔ جب تجارتی حجم بڑھ جائے گا تو بہتر تجارتی سہولیات، طریقہ کار میں نرمی اور مواصلات کے اخرجات میں بچت، تجارتی ڈھانچے میں سرمایہ کاری میں بہتر منافع اور کرایے اور علاقائی مارکیٹ کو کھوجنے کے لیے نجی شعبے میں اضافی ترغیب کی توقع کی جاسکتی ہے۔

بھارت کو تجارت کے لیے پسندیدہ ملک کا درجہ دینے سے باہمی فائدہ ہوگا کیونکہ اس سے وسیع البنیاد روابط گہرے ہوں گے اور اخراجات میں کمی اور غیر رسمی تجارت، جس میں غیر قانونی اور تیسرے ملک سے ہونے والی دونوں شامل ہیں، کی وجہ سے ہونے والی محصولات کی کمی پر قابو پانے میں مدد ملے گی۔ صنعت سازی کے عمل سے گزرنے والے پاکستان کو معاشی ترقی کے لیے سستا سرمایہ حاصل ہوگا۔

12. Trade Map 2011, International Trade Centre, Geneva.
13. See Rai and Bhatnagar (2011)
14. Some oft-cited difficulties faced by traders include cumbersome licensing and certification procedures, improper valuation methodology, undue application of standards and inspection delays. For detailed exposition see ADB (2007) and De (2009)

اختتامیہ اور تجاویز

آج جبکہ دونوں طرف باہمی تعاون اور باہمی انحصار کی ضرورت کا احساس بڑھ رہا ہے۔ ایک باہمی تعاون کا مجموعہ جس میں دوسری چیزوں کے علاوہ بہتر مواصلات اور رابطے کے دیگر ذریعے، ادویات، ٹیکسٹائل، سیمنٹ، اشیائے خوردنی اور باہمی تجارت میں فروغ کی صلاحیت رکھنے والی دیگر مصنوعات کے معیار پر باہمی توثیق اور ہم آہنگی، رقوم کے تبادلے میں سہولیات فراہم کرنا، ویزا کے طریقہ کار میں آسانی اور موثر ثالثی کے لیے طریقہ کار وضع کیا جائے جس میں مختلف اسٹیک ہولڈرز کی نمائندگی کرنے صحیح اور ایماندار افراد کو شامل کیا جائے (بشمول اراکین پارلیمنٹ) تاکہ ایک بہتر سیاسی ماحول تشکیل دیا جاسکے جس سے نہ صرف باہمی تجارت کو فروغ ملے گا بلکہ دونوں طرف کے خریداروں کی فلاح اور پرامن تعلقات کی بحالی ہوسکے گی۔

پاک بھارت باہمی تجارتی تعلقات کے فروغ کے لیے مندرجہ ذیل تجاویز پر موثر عملدرآمد کیا جائے۔

i۔ دونوں ممالک کو intra-industry تجارت کو بڑھانا چاہیے جو جغرافیائی ہم آہنگی اور ثقافتی ربط کے باوجود بہت کم ہے۔ باہمی تجارت کو مصنوعات کی تجارت سے آگے بڑھ کر ٹاسک کی تجارت کی جانب بڑھنا چاہیے۔ دونوں ممالک کو اپنے سیاسی تضاد ایک طرف رکھ کر خدمات اور سرمایہ کاری کو سافٹا کا حصہ بنانے کے لیے مذاکرات کرنے چاہیں۔

ii۔ چونکہ زیادہ تر مصنوعات جن میں تعاون کی گنجائش ہے اس وقت حساس فہرست میں شامل ہیں جن پر سافٹا کے تحت ترجیحی نرخ نافذ نہیں ہوتے۔ سافٹا کے ترجیحی نرخوں کے نفاذ سے دونوں ممالک کے خریداروں کو فائدہ پہنچے گا۔

iii۔ جامع اور بھرپور تعاون کے لیے سب سے اہم مسئلہ تجارتی اخراجات میں کمی کرنا ہے۔ دونوں ممالک کو محصولات کے علاوہ تجارتی اخراجات بڑھانے والے دیگر امور پر توجہ دینی چاہیے جو باہمی تجارت اور علاقائی ہم آہنگی میں رکاوٹ ہیں۔

iv۔ زیادہ تجارتی اخراجات کی وجہ سے دونوں ممالک کے درمیان اندازاً 3 سے 10 ارب ڈالر کی غیر رسمی تجارت ہو رہی ہے جن کو بہتر تجارتی سہولیات کی فراہمی کے ذریعے قانونی ضابطے میں لانا ہوگا۔ دونوں ممالک کو بہتر تجارتی سہولیات فراہم کرنے سے غیر قانونی اور تیسرے ملک کے ذریعے تجارت کے مسئلے کو حل کرنا ہوگا۔ اٹاری/ واہگہ پر مشترکہ چیک پوسٹ غیر محصولاتی پابندیوں کو کم کرنے میں مدد دے سکتی ہے خاص طور پر وہ مسائل جو میکانکی لوڈنگ اور ان لوڈنگ کی سہولیات کے نہ ہونے، ناقص انفراسٹکچر اور دشوار کسٹم طریقہ کار کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ اٹاری/ واہگہ کے راستے زمینی تجارت سے جہاز کے کرایے اور وقت کی بھی بچت ہوگی۔

v۔ دونوں ممالک کو ٹریک 2 ڈپلومیسی کے لیے زیادہ سیاسی قوت دینی چاہیے تاکہ مختلف سٹیک ہولڈر میں آزادانہ تجارت کے لیے بہتر سیاسی مفاہمت پیدا کی جاسکے۔

ریفرنس

Asian Development Bank (2007). "Preparing the South Asia Subregional Economic Cooperation Transport Logistics and Trade Facilitation Report", Regional Technical Assistance Report, Project No. 39454, Asian Development Bank, Manila.

Baysan, T., A. Panagariya, and N. Pitigala (2006). "Preferential Trading in South Asia", Policy Research Working Paper No. 3813, World Bank, Washington, D.C.

De, Prabir, (2009). "Regional Cooperation for Regional Infrastructure Development: Challenges and Policy Options for South Asia", RIS Discussion Paper 160, Research and Information System for Developing Countries, New Delhi.

Ghuman, R. S. and D. K. Madaan (2006). "Indo-Pakistan Trade Cooperation and SAARC", Peace and Democracy in South Asia, Vol. 2, No. 1&2, pp. 71-87.

Kemal, A.R. (2004), "Exploring Pakistan's Regional Economic Cooperation Potential", The Pakistan Development Review 43:4 Part1, pp. 313-334.

Mansfield, Edward D. and Jon C. Pevehouse (2000). "Trade Blocs, Trade Flows, and International Conflict", *International Organization, Vol.* 54, No.4, pp. 775-808.

Mukherji, I. N. (2002). "Towards a Free Trade Area in South Asia: Charting a Feasible Course for Trade Liberalization with Reference to India's Role", RIS Discussion Papers.

Pitigala, N. (2005). "What does Regional Trade in South Asia reveal about Future Trade Integration? Some Empirical Evidence", Policy Research Working Paper No. 3497, World Bank, Washington, D.C.

Qamar, Abid (2005). "*Trade between India and Pakistan: Potential Items and the MFN Status'', State Bank of Pakistan Research Bulletin, Vol. 1, No. 1.*

Rai, Anureet and Aryaman Bhatnagar (2011). "India-Pakistan and the 'Most Favoured Nation': Why, why not and will it?", India-Articles: 3489, Institute for Peace and Conflict Studies, New Delhi.

Weerakoon, D. (2008). "SAFTA: Current Status and Prospect", Institute for Policy Studies, Colombo.

World Bank (2007). "Fact Sheet- South Asia Growth and Regional Integration", World Bank, Washington D.C

پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ
اینڈ ٹرانسپیرینسی

ہیڈ آفس: نمبر 7، 9th ایونیو، F-8/1 اسلام آباد، پاکستان
لاہور آفس: 45-اے سیکٹر 20 سیکنڈ فلور فیز III کمرشل ایریا، ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی، لاہور
ٹیلیفون: 345-123-111 (92-51+) فیکس: 3078-226 (92-51+)
E-mail: info@pildt.org; Web: www.pildat.org